

# سلطان ٹیپو اور مذہبی رواداریاں

(م ۱۲۱۳ھ = ۱۷۹۹ء)

از: معاذ کولہا پوری

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

سرزمین ہند کی پر امن فضاؤں میں آزاد نہ سانس لیتے ہوئے دور فرنگی کا تذکرہ چھڑتا رہتا ہے، اور مجاہدین وطن و شہدائے چمن کی قربانیوں کی یاد دہانیوں اور مدح سرائیوں کی مجلسیں جمتی رہتی ہیں۔ یہ مجلسیں اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتیں؛ جب تک کہ ٹیپو سلطان کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ سلطان جنگِ آزادی کے سرخیل تھے؛ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں ان میں موجود تھیں جن سے لوگ نا آشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ سلطان کو ایک متعصب اور ہندو دشمن ظالم حکمران کی حیثیت سے پیش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں؛ حالانکہ حقیقت بالکل برعکس ہے۔ غلط فہمیاں تو انگریز مورخین نے من گھڑت اور جھوٹی باتیں لکھ کر پھیلانی تھیں۔ ان کے جھوٹ کا اندازہ کرنے کے لیے صرف یہی ایک مثال کافی ہوگی: ایک انگریز مورخ نے لکھا ہے کہ: ٹیپو سلطان نے صرف ”کورگ“ شہر میں ستر ہزار لوگوں کو قبولِ اسلام پر مجبور کیا تھا؛ حالانکہ عہدِ ٹیپو میں سرزمین ”کورگ“ فقط پچیس سے تیس ہزار کی آبادی پر مشتمل تھی۔ (سیرتِ ٹیپو سلطان شہید ص ۴۳۲)

## مندروں پر عنایات

ٹیپو سلطان نے مسجدوں اور مندروں کے درمیان کبھی کوئی امتیاز روا نہیں رکھا؛ جس طرح مسجدوں پر سلطان کی نظریں رہیں، اسی طرح مندروں پر بھی ان کی عنایات رہیں، جن کا اندازہ درج ذیل چند مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے:

تعلقہ ننجن گڑھ کے کلا لے نامی گاؤں میں واقع لکشمی کانٹھ مندر میں چاندی کے چار

پیالے، ایک پلیٹ اور ایک اگالداں اب بھی دیکھا جاسکتا ہے، جو ٹیپو سلطان شہید نے اس مندر کو بطور نذرانہ دیا تھا۔

خود سری رنگا پنٹم کے رنگنا تھ مندر کو سلطان نے ایک کافوردان اور چاندی کے سات پیالے دیے تھے اور یہ چیزیں آج تک اس مندر میں موجود ہیں۔ مقدم الذکر شہر کے ایک اور مندر سر کینشور کو ایک مرصع پیالہ۔ جس کے نچلے حصے میں پانچ قیمتی جوہرات جڑے ہوئے تھے۔ عطا کیا اور نارائن سوامی مندر کو قیمتی جوہرات سے آراستہ بہت سے برتن، ایک نقارہ اور بارہ ہاتھی عنایت کیے تھے۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید ص ۲۳۸)

## مندروں کی حفاظت

سلطان مندروں پر فقط خزانے لٹا کر عہدہ برآ نہ ہوئے؛ بلکہ مشکل اوقات میں کئی مندروں کی حفاظت بھی کی ہے۔ ڈنڈیگل تعلقہ پر حملہ کرتے ہوئے سلطان نے اس کے عقبی حصہ سے گولہ باری کروائی تھی جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ راجہ کا وہ مندر حملوں کی زد میں نہ آنے پائے جو قلعہ کے اگلے حصہ میں واقع تھا۔

ملبیار میں گروایوار پر قبضہ کے دوران وہاں کے ایک مندر کو نذر آتش کرنے کی کوشش کرنے والے کچھ مسلمان سپاہیوں کو سلطان نے سزائیں بھی دلوائیں اور اسی وقت مندر کی مرمت بھی کروائی۔

کانچی ورم کے اس مندر کی تکمیل کے لیے (جس کی بنا ۱۷۸۰ء میں سلطان حیدر علی نے رکھی تھی؛ مگر تکمیل نہ ہو سکی تھی) سلطان نے دس ہزار روپیہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس موقع پر ہونے والی آتش بازیوں کے مصارف بھی خود برداشت کیے تھے۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید ص ۲۳۸)

## مندروں اور سوامیوں کا احترام

جب رگھوناتھ راؤ کی قیادت میں مرہٹہ دراندازوں اور فتنہ پردازوں نے سرنگیر کے ایک مندر پر حملہ کیا، بیش قیمت املاک لوٹ کر لے گئے اور سارہ دیوی نامی مورتی کو باہر پھینک دیا جس کے نتیجہ میں مندر کے سوامی اور متولی شکر گروا چاریہ فرار ہو کر شہر کارگل میں پناہ گزیں ہوئے اور سلطان سے حالات کی شکایت کی، تو سلطان نے جواباً ایک خط سوامی کے نام ارسال کیا جس

میں آپ نے اس قدر احترام کے ساتھ سوامی کو تسلی دی کہ خلاف معمول گرو جی کے نام کو اپنے نام پر مقدم کیا اور اسی پر بس نہیں؛ بلکہ ان کو اپنے زیر قبضہ دیہاتوں میں سے کسی بھی چیز کے لینے کا اختیار دیا، نیز اس علاقہ کے گورنر سے دو سو اشرفیاں مع غلہ دالوئیں اور سارہ دیوی کو احترام کے ساتھ اس کی جگہ نصب کروا کر اس تقریب کے موقع پر ایک ہزار فقرا کو کھانا کھلوا یا۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید ص ۴۳۵)

### ہندو عہدیدار بڑے عہدوں پر

سلطان ہندوؤں کو فقط دور ہی سے نوازتے نہیں رہے؛ بلکہ انھیں بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز کر رکھا تھا۔ سلطنتِ خداداد کا وزیر خزانہ ہندو برہمن ”پورنیا“ تھا۔ یہی ”پورنیا“ باعتبار اختیارات کے وزیر اعظم میر صادق کے بعد سلطان کا نائب دوم بھی تھا۔ سلطان کا ذاتی منشی اور معتمد خاص ”لالہ مہتاب رائے سبقت“ نامی ایک ہندو برہمن تھا، جو میدانِ جنگ میں بھی شاہی کیمپ میں رہتا تھا اور اخیر تک سلطان کا وفادار رہا۔

میسور کی فوج کا افسرِ اعلیٰ ہری سنگھ تھا، جس کا بھائی بھی باوجود ہندو ہونے کے حکومت کا ایک بڑا عہدیدار تھا۔ کورگ کی فوج کا افسرِ اعلیٰ ایک برہمن تھا۔ علاوہ ازیں تین ہزار کی ایک فوج سردار سیواجی کی کمان میں رہتی تھی۔ اسی طرح اور بھی کئی مناصبِ علیا پر غیر مسلموں کو فائز کر رکھا تھا۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید ص ۴۳۴)

### ہندو اور مسلم کے حقوق میں مساوات

سلطان ٹیپو نے جس طرح عبادت گاہوں میں برابری اور مساوات کا معاملہ کیا، اسی طرح انسانی حقوق میں بھی بلا تفریق ہندو و مسلم کے مذہبی رواداری کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ جہاں انہوں نے کرشنا راؤ اور اس کے بھائیوں کو غدار کی سزا میں تختہ دار پر لٹکایا، وہیں محمد قاسم اور عثمان خان کشمیری کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ جہاں سلطان نے عیسائی غداروں اور نمک حراموں کے پیشوا اور قائدین کو موت کی سزا دی، وہیں ان مسلمان عورتوں کو بھی قتل کیا جنہوں نے انگریز سپاہیوں کے ساتھ بدکاری کی تھی۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید ص ۴۳۳)

اہل السنۃ والجماعۃ سے عقائد میں بنیادی فرق کی بنا پر مہدوی فرقہ کو سلطان غیر مسلم ہی گمان

کرتے تھے، نیز یہ لوگ سلطنتِ خداداد کے لیے آستین کے سانپ تھے، ان میں سے بھی بہتیرے لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کر رکھا تھا۔ جب ان کی انگریزوں کی خفیہ حمایت پر ایک مدت دراز گزر گئی اور ذکرِ بالجمہر کا وہ خاص غیر شرعی طریقہ۔ جس کے یہ لوگ قائل تھے۔ پوری پوری رات اڑوس پڑوس کے لوگوں کی تکلیف کا باعث بننے لگا، اور بر ملا حکم عدولیاں کرنے لگے، تو سلطان نے ان کو جلا وطن کر دیا۔

## عیسائیوں کے ساتھ سلطان کا سلوک

عیسائیوں کے ساتھ بھی سلطان کا رویہ کچھ مختلف نہ تھا۔ سلطان نے کئی فرانسیسی عیسائیوں کو اپنی سلطنت میں عہدے سپرد کر رکھے تھے۔ آرمینیہ کے عیسائی تاجروں کو بھی اپنے ملک میں آ کر تجارت کرنے کی اجازت ہی نہیں؛ بلکہ ان کی مالی پشت پناہی بھی کی۔ گو اسے تارکین وطن عیسائیوں کو دوبارہ اپنی سلطنت میں لا کر بسایا۔ (سیرتِ ٹیپو سلطان شہید ص ۴۴۵)

## رعایا کے دل میں سلطان کی عقیدت و محبت

رعایا میں سلطان ٹیپو کی عقیدت اس قدر تھی کہ ہندو مذہب کے دو فرقوں واڈگلائی اور ٹکالائی کے درمیان اختلاف ہونے پر خود ہندوؤں نے سلطان کو اپنا حاکم اور ثالث بنایا تھا۔ بھلا اگر سلطان ظالم اور ہندو دشمن ہوتے تو یہ صورت حال کیوں کر ممکن ہوتی؟

سلطان کی مذہبی رواداری ہی تو تھی جس نے رعایا کے سینوں میں عقیدت و محبت کے وہ شمع فروزاں کیے تھے جنہیں دیکھ کر انگریز بھی ششدر تھے۔ سلطان نے جس جگہ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی اسی جگہ سلطان کے سیکڑوں فدائین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں، جن میں عورتیں بھی تھیں اور جوان لڑکیاں بھی۔ جب سلطان کا جنازہ اٹھایا جانے لگا تو راہ میں ہندو عورتیں ماتم کرتے ہوئے اپنے سروں پر مٹی ڈال رہی تھیں۔ (سیرتِ ٹیپو سلطان شہید ص ۴۴۳)

اسی لیے ظفر علی خان نے کہا تھا:

قوت بازوئے اسلام تھی اس کی صولت

اس کی دولت کے دعاگوؤں میں شامل تھے ہنود

سلطان کی مذہبی رواداری اور بلا تفریق مذہب رعایا سے حسن سلوک ملاحظہ فرمائیں اور

دوسری طرف ہندو فرقہ پرستوں کے منہ سے نکلا ہوا زہر دیکھیے، تاریخ کے مسخ کرنے اور اسے مٹانے کی زندہ مثال آپ کو واضح طور پر سمجھ میں آجائے گی۔ جو لوگ تحمل مزاجی اور برداشت کی دولت سے محروم ہیں، اور جو تعصب کے ناپاک نالے کے گندے کیڑے ہیں، جو سانپ و بچھو کی طرح ہمیشہ زہر اگلتے رہتے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ سلطان ہندو کش اور متعصب ظالم حکمران تھا۔ کاش ایک نظر اپنے دامن پر بھی ڈال دی ہوتی!

ع دامن تو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

افسوس اس پر بھی ہے کہ سرزمین ہند کے اس عظیم سپوت کے حالات زندگی اور اس کے قابل رشک کارنامے باشندگان ملک تک صحیح معنوں میں پہنچائے نہیں گئے ہیں، ورنہ ممکن نہ تھا کہ سلطان کو متعصب اور ہندو دشمن ظالم حکمران کہا جاتا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی رواداری، غیر مسلموں کی خوشی و غم میں شریک ہونے اور ان کے مذہبی جذبات کا خیال رکھنے میں سلطان اس قدر آگے نکل گئے تھے کہ بعض مواقع پر فقہی اعتبار سے اس پر بحث بھی کی جاسکتی ہے۔

المیہ یہ ہے کہ خود مسلمانان ہند اپنے سلاطین و حکمرانوں کے کارناموں اور ان کی عدل پروری کی داستانوں سے ناواقف ہیں۔ اگر ٹیپو سلطان کے مسئلہ میں سنجیدگی اختیار نہ کی گئی اور اسے پڑھا اور پڑھایا نہ گیا تو وہ دن دور نہیں جب ٹیپو سلطان جیسا عادل حکمران بھی ظالم سمجھا جانے لگے گا اور مسلمان ہندو کیل صفائی بن کر وضاحتیں دے رہے ہونگے؛ لیکن اس وقت تک پانی سر سے اوپر ہو چکا ہوگا!

